

كشف الستور
عما أشكل من أحكام القبور

توحید الٰہی کی برکات

از

فضیلۃ الشیخ محمود سعید ممدوح

ترجمہ

زینت مسند تدریس

الاستاذ محمد یونس مدنی قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور / امام وخطیب: واپڈا ہاؤسنگ سوسائٹی / جامع مسجد E/2 واپڈا ٹاؤن لاہور

ناشر

اسلامک میڈیا سنٹر

كشف الستور عما أشكل من احكامِ القبور

توحید الٰہی کی برکات

از

فضیلۃ الشیخ محمود سعید ممدوح

ترجمہ

زینت مسند تدریس

الاستاذ محمد یونس مدنی قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

امام وخطیب: واپڈا ہاؤسنگ سوسائٹی

جامع مسجد E/2 واپڈا ٹاؤن لاہور

ناشر

اسلامک میڈیا سنٹر

mahboobqadri787@gmail.com, 0321-9429027

حرف اوّل

عالی مرتبت فضیلۃ الشیخ محمود سعید ممدوح اُمت مسلمہ کے مسلمہ عالم دین ہیں اور عالم عرب کے شہرۂ آفاق محقق۔ ان کی کتاب "کشف الستور عما اشکل من احکام القبور " جس میں توحید الٰہی کے نکھرے ہوئے تصور کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کے اُردو ترجمہ کی سعادت مجھے نصیب ہوئی ہے اس پر میں، محقق العصر مترجم تفسیر کبیر مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جو جامعہ اسلامیہ لاہور کے جملہ اساتذہ کرام اور طلباء کی فکری وعلمی راہنمائی کرتے ہیں۔ اکثر اپنے ملنے والوں کو علمی خدمات کی طرف متوجہ فرماتے ہیں مجھے بھی انہوں نے ہی علمی خدمات کی طرف متوجہ فرمایا گویا مجھے بھی اس طرف راغب کرنے کا سہرا انہی کے سر ہے۔ گذشتہ دنوں مجھے اسلام آباد دھرنے میں جانے کا موقع ملا تو واپسی پر مجھے مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ دھرنے بھی اچھے ہیں مگر آپ جیسوں کو علمی دھرنا بھی دینا چاہیئے۔ مفتی صاحب کی یہ بات کانوں کے راستے میرے دل میں اُتر گئی۔ لہٰذا علمی دھرنے کی طرف میں نے پہلا قدم اُٹھایا ہے جو حاضر ہے میرے دیگر علمی غیر مطبوعہ کام بھی ان شاء اللہ بہت جلد منظر عام پر آئیں گے۔

رب العالمین جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہماری خدمت کو اپنی بارگاہ عالی جناب میں قبول اور مقبول کر کے دنیا و آخرت کی عافیت نصیب فرمائے۔ آمین

محمد یونس مدنی قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

0300-6548985

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ کاوش کو اپنے آقا و مولا حضور سید الانبیاء و خاتم المرسلین ﷺ کی

آل پاک

اور

آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

الاھداء

نبی مکرم ﷺ کے بہت پیارے چچا

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

اور

آپ ﷺ کی بہت پیاری پھوپھی

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں

العبد الضعیف: محمد یونس مدنی قادری رضوی اعوان

القرآن الکریم

پہلی بحث:

اللہ تعالیٰ پر ایمان چند اُمور کو لازم کرتا ہے اور ان اُمور میں سے اولاً اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ ثانیاً، بُرے عقائد و نظریات کو چھوڑنا ہے۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے مشرکین اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتے تھے۔ اس لیے کہ وہ مشرکین ربوبیت کے اجزا کو نہیں پہچانتے تھے اور مشرکین کے ان نظریات کی بناء پر وہ اپنے کفر میں ترقی کر گئے وہ بُرے عقائد ہیں۔ اور تحقیق مشرکین دو بڑے فسادوں کی بناء پر مجتمع ہو گئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عدم معرفت ہے اور فاسد عقائد کا اعتقاد ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اعظم کو ان کی طرف مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کے بھائی رسولوں کو بھیجا یعنی دوسرے رُسل اعظام کو مبعوث فرمایا۔ پس مشرکین نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور انہوں نے برے عقائد کو چھوڑا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ (وحدہ لاشریک) کی عبادت کی (وہ ذات کبریا) اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کلمہ ایمان باللہ کے اجزا سے ہے پھر مشرکین کے کچھ عقائد کو ذکر کیا جائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے وہ اسماء ہیں جو دلالت کرتے ہیں اس کی ذات کبریا پر وہ اللہ تعالیٰ کے اچھے نام ہیں۔ وہ ان صفات

کی معرفت اور ان پر ایمان واجب ہے اور ان صفات میں سے کسی ایک صفت کا انکار اللہ تعالیٰ کا انکار ہے اور اسی طرح بعض صفات کا انکار اللہ تعالیٰ کا انکار ہے۔ اور یہ صفات قرآن کریم کے اندر بیان فرمائی گئی ہیں۔۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی صفات پر یقین رکھنا لازم ہے۔ اور یہ صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور پروردگار عالم کی ذات کبریا کا خاصہ (غیر شاملہ) ہے اور ایسی صفات جن کا تعلق اسماء کے قبیلے سے ہے کہ جن کی نصوص قرآنی اور احادیث نبویہ میں تصریح آئی اور بعض علماء نے ان صفات کو پروردگار کا خاصہ قرار دیا اور ان علماء میں سے امام خطابی اور امام ابو نعیم اصفہانی اور امام قاسم قشیری وغیرہ ہیں۔ وہ صفات یہ ہیں "خالق" (پیدا کرنے والا) "رازق" (رزق دینے والا) "رحمن" (بہت زیادہ مہربان) "رحیم" (بہت زیادہ رحم کرنے والا) "الملک" (بادشاہ) "الحی" (زندگی عطا فرمانے والا) "القادر" (قدرت والا) "باسط" (کشادگی عطا فرمانے والا)

سو یہ وہ اسمائے حسنیٰ ہیں جن پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ پیدائش، وجود، قیامت کے دن دوبارہ اُٹھانا، سب کو جمع کرنا، حساب اس حوالے سے تصرف فرماتا ہے۔ اور ان صفات کے ساتھ وہ صفات جو ان اسمائے حسنیٰ پر دلالت کرتی ہیں، رحمت سے، احسان سے، بخشش سے لطف سے معاملہ فرماتا ہے ۔پس اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ان اسمائے حسنی کے معانی پر مشتمل ہے۔

دوسری بحث:

☆ کفر کی اقسام زمانہ جاہلیت میں جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہیں۔

1۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہرا۔ (البقرۃ۔۲۲)

2۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان و زمین بنائے اور اندھیرا اور روشنی پیدا کی۔اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ (الانعام)

3۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

☆ اور کہیں گے وہ جو دبے ہوئے تھے ان سے جو اونچے کھینچے تھے بلکہ رات دن کا داؤ (فریب) تھا جب کے تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اللہ کا انکار کریں اور اس کے شریک ٹھہرائیں۔ (السباء:۳۳)

4۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ اور ظاہر کی جائے گی دوزخ گمراہوں کیلئے اور ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے سوا۔کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا بدلہ لیں گے تو اوندھا دیئے گئے جہنم میں وہ اور سب گمراہ اور ابلیس کے سارے لشکر کہیں گے اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے۔خدا کی قسم بے شک ہم کھلی گمراہی میں تھے جبکہ تمہیں رب

العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ (الشعراء۹۱۔۹۸)

☆لہٰذا انہوں نے بتایا پہلی آیت میں کفار نے اپنے اپنے معبودان باطلہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا۔اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔اس لئے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی نظیر اور شریک ٹھہراتے ہیں۔

امام طبرسی نے کہا ''مجمع البیان ج ۴، ص ۵'' پر کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے غیر کو اس کے برابر مانتے ہیں۔(یہ بات اہل عرب کے قول سے ماخوذ ہے کہ ''کوئی ایک بھی فلاں شخص کے برابر نہیں'' یعنی میرے پاس اس کی مثال نہیں ہے)اور مذکورہ بالا سورۃ الشعراء میں کفار کا اعتراف ہے کہ جب وہ سر کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے تو اعتراف کریں گے کہ ہم اپنے معبودوں کو تمام جہانوں کے رب کے برابر بناتے تھے۔

سوال: مشرکین نے اپنے بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک اور تمثیل بنایا اور انہوں نے بتوں کو تمام جہانوں کے پروردگار کے برابر بنایا۔اور قرآن نے ان کی بے وقوفی اور کفر کی وضاحت کی کہ مذکورہ بالا تمام عقائد باطلہ جو ان میں موجود تھے۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔(الحج:۷۴)

تو کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ جو بکثرت ہیں کفر کرنے والے، شرک کرنے والے اور اس کی معرفت کو نہ پہچاننے والے تھے، کیا وہ ایک خدا کو

ماننے والے اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو جاننے والے تھے؟ سبحان اللہ! یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ سوائے صاحب کشف الشبہات کے نزدیک، صاحب اُصول ثلاثہ کے نزدیک، صاحب کتاب التوحید کے نزدیک اور وہ لوگ جنہوں نے اس مسئلہ میں غلو کیا، انہوں نے قرآن پاک کی وضاحت کو چھوڑ دیا اور مذکورہ بالا لوگوں کی تقلید کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ اور یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی جیسا اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔ جب انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی شے نہیں اُتاری۔

(الانعام:۹۱)

امام قرطبی نے کہا: (۲۴۷۳/۱۳۔ الشعب)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

☆ وَمَا قدروالله حق قدره

جو شے لازم اللہ تعالیٰ کیلئے اور اس کی ذات کبریا کے لئے جائز اور خاصہ پروردگار ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ ایمان نہیں لائے کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ ہر چاہت پر قادر ہے“ اور حضرت حسن نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کی جیسا کہ اس کی تعظیم کرنے کا حق تھا۔ پھر امام قرطبی نے

فرمایا کہ یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی کہ بے شک اللہ تعالیٰ حجت کو اپنے بندوں پر قائم نہیں کرتا وہ ایسی بات کا حکم نہیں دیتا جس میں ان کی بھلائی نہ ہو۔

لہذا یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کی جیسا کہ اس کی عظمت کا حق تھا اور اللہ تعالیٰ کے حق کو یہودیوں نے نہیں پہچانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆اور بولے وہ تو نہیں مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ اور انہیں اس کا علم نہیں۔ وہ تو بڑے گمان دوڑاتے ہیں۔ (الجاثیہ:۲۴)

مذکورہ بالا آیہ کریمہ وضاحت فرماتی ہے کہ کفار اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ مرے جائیں گے زمانے کے گزرنے کے ساتھ اور لمبی عمر کے ساتھ یہ انکار ہے ان کی کفار کی جانب سے بنانے والے یعنی اللہ تعالیٰ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ردّ فرمایا ان کی اس بات کا کہ جب وہ مرنے اور جینے کی نسبت کرتے زمانے کی طرف۔ اور حدیث شریف میں ثابت ہے کہ ابن آدم زمانے کو گالی دیتا ہے اور میں زمانہ ہوں۔ رات اور دن کو باری باری لانے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جب وہ نسبت کرتے ہیں درپیش آنے والے واقعات کی زمانے کی طرف اور وہ بنانے والے کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ پس جو انکار کرتا ہے بنانے والے کا اور اللہ تعالیٰ کو کائنات کا نظام چلانے والا نہیں مانتا اور اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتا ہے کیا وہ ایک الٰہ کو ماننے والا ہے؟ اس فساد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

رحمٰن کیا شے ہے میرا مطلب یہ ہے کہ وہ نہیں پہچانتے کہ رحمٰن کیا شے ہے اور تصدیق فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کا قول ان کی اس بات کا وہ رحمٰن کا انکار کرتے تھے۔ (الرعد:۳۰)

جیسا کہ غلو کرنے والوں نے کہا: پس جو شخص رحمٰن کا انکار کرتا ہے اور اس کو نہیں پہچانتا کیا وہ موحد ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

☆ کیسے وہ اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے؟ (البقرہ:۲۸)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

☆ کیا تم انکار کرتے ہو اس ذات پاک کا کہ جس نے پیدا فرمایا زمین کو دو دنوں میں۔ (فصلت:۹)

پس قرآن کریم کی وضاحت ہے مشرکین کے کفر کی جو وضاحت کرتا ہے مخالف کہ بے شک مسلمانوں سے ان کی اچھی حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کیے ان میں سے ایک حصہ دار ٹھہرایا تو بولے کہ ان کے خیال میں یہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا تو وہ جو ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں۔ (الانعام:۱۳۶)

قرآن کریم نے کافرین کے فاسد اعتقادات کی ایک قسم بیان فرمائی کہ وہ تقسیم کرتے تھے جو انہیں حاصل ہوتا کھیتی سے، اُونٹوں سے، گائے سے اور بکریوں سے، وہ دو اقسام پر ہے۔

1۔ایک اللہ تعالیٰ کا حصہ۔ 2۔دوسرا ان کے معبودان باطلہ کا حصہ۔

اور وہ اللہ تعالیٰ کا بتوں کو شریک سمجھتے تھے۔اس لیے وہ بناتے اپنے مالوں سے ان بتوں کیلئے حصہ اور وہ خرچ کرتے تھے ان پر اور شریک کرتے تھے ان بتوں کو اپنی نعمتوں میں اور وہ قسم جو بناتے تھے اللہ تعالیٰ کیلئے وہ کھلاتے تھے اپنے مہمانوں کو اور جو قسم وہ بناتے تھے اپنے بتوں کیلئے وہ خرچ کرتے تھے اس کو بتوں پر۔

کفار کا انکار قیامت کے حوالہ سے اور اولین آخرین کے جمع ہونے کے حوالہ سے اور اس میں بہت زیادہ آیات ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا انکار اور تکذیب، آپ کی شان میں تنقیص اور آپ کو تکلیف پہنچانا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ شاید ان کی مدد ہو۔وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ ان کے شکر سب گرفتار حاضر آئیں گے۔ (یٰسین۔۷۴،۷۵)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ اللہ کے سوا اور خدا بنا لئے کہ وہ انہیں ضرر دیں ہرگز نہیں کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان کی بندگی سے منکر ہوں گے اور مخالف ہو جائیں گے۔ (مریم۔۸۱،۸۲)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات

جھٹلائے بے شک مجرموں کا بھلا نہ ہوگا اور وہ اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں جو ان کا کچھ بھلا نہ کرے، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ فرمایا کہ اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں۔ اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔ (یونس۔۱۸)

مذکورہ بالا ان نصوص کریمہ میں قرآن کریم نے واضح فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بہت سارے معبودان باطلہ کی عبادت کرتے تھے۔ پس ان کا عقیدہ تھا بے شک معبودان باطلہ یعنی بت انہیں تکلیف پہنچائیں گے اس لیے وہ عبادت کرتے تھے ان بتوں کی اپنے سے بتوں کے نقصان کو روکنے کیلئے اور وہ انہیں نفع دیتے۔

اس لیے وہ عبادت کرتے تھے ان بتوں کی ان کے نفع کیلئے ان کے دنیاوی معاملات میں اور وہ کہتے ہیں یہ بت معبودان باطلہ ہمارے سفارشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے جھوٹ اور عقیدے کے فساد کو بیان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

☆ پس اگر وہ اعتقاد صحیح رکھتے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے بارے میں اور وہ معرفت رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ذات کبریا کی، البتہ وہ جانتے اللہ تعالیٰ کی علمی جلالت کو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں تم فرماؤ کیا اگرچہ

وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھیں تم فرماؤ شفاعت تو اللہ کے ہاتھ میں اسی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی پھر تمہیں اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ان نصوص قرآنی نے واضح فرمایا۔

بے شک مشرکین وہ بتوں کو الٰہ بناتے تھے، مشرکین ان کی عبادت کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس نیت کے ساتھ کے بے شک وہ بت معبودان باطلہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کی سفارش کریں گے۔اور واضح فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے جھوٹ کو ان کے دعوے میں۔

"فللہ الشفاعة جمیعاً" بایں معنیٰ کہ بے شک اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ مالک ہے جسے چاہے شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائے۔پس بتوں کی ان کی شفاعت کو طلب کرتے ہوئے عبادت کرنا۔اعتقاد مخالف ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کیلئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے۔اور اسی ذات کبریا کی طرف لوٹنا اور ٹھکانہ ہے۔تو جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور بتوں کی عبادت نہیں کرتا بایں طور کہ وہ انہیں وسیلہ بنائے۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تم نے تو اللہ کے سوا یہ بت بنائے ہیں جن سے تمہاری دوستی دنیا کی زندگی تک ہے۔پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کے ساتھ کفر کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالو گے اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے اور

تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ (العنکبوت۔۲۵)

واضح فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بے شک بعوض مشرکین کے کہ وہ بتوں کی عبادت کرتے تھے تاکہ قرب، مودّت اور رابطہ حاصل ہو۔اس قسم کے مشرکین کے درمیان اور یہ لغو اور گمراہی کی اخیر ہے۔ اور یہی لوگ ابرہیم علیہ السلام کی قوم ہیں۔ لہٰذا جس شخص میں یہ عقائد باطلہ موجود ہیں تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والا ہے اور پہچاننے والا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ بہت بلند ہے۔اس سے جو ظالم اور جاہل ہے۔اور یہی وہ عقائد باطلہ اور گمراہیاں مشرکین میں ہیں۔ایسے ہی لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ پہچانیں اللہ تعالیٰ کو اور وہ عبادت کریں اس کی اور یہ عقائد اور گمراہیاں کتاب "الملل والنحل" مذکورہ ہیں۔

الحاصل، مشرکین کو موحد کہنا قرآن پاک کی تکذیب ہے۔

تیسری بحث:۔

مسلمانوں کی تکفیر کے ساتھ مشرکین کے عقائد کا مقابلہ جو ماقبل بحث میں مذکور ہے کہ مشرکین کے عقائد یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف انبیاء کو بھیجا تاکہ وہ انہیں گمراہی کے اندھیروں، فساد اور تکفیر کی دلدل سے نور معرفت اور ایمان کی طرف نکالیں اور جو کچھ ماقبل مشرکین کے عقائد فاسدہ سے ذکر کیا گیا محمد بن عبدالوھاب

ان کی تصریح کرتا ہے کہ کفار کی حالت مسلمانوں سے اچھی ہے پس وہ اپنی کتاب

"قواعدہ الاربع" میں "صفحہ ۴۲" پر کہتا ہے کہ کفار جن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے

جہاد فرمایا وہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، انتظام کرنے

والا ہے حالا کہ وہ اہل اسلام نہیں ہیں اور محمد بن عبدالوہاب "صفحہ: ۴۷" پر کہتا ہے۔

بے شک ہمارے زمانے کے مشرک پہلوں سے زیادہ شدید شرک کرنے

والے ہیں۔ بے شک پہلے مشرک وہ شرک کرتے تھے خوشحالی میں اور مخلص ہوتے تھے

سختی میں، اور ہمارے زمانے کے مشرک ان کا شرک دائمی ہے۔

قلت تناقص محمد بن عبدالوهاب واخطاء۔

مصنف کتاب (محمود سعید ممدوح) کہتے ہیں کہ یہ محمد بن عبدالوہاب کا

تضاد اور غلطی ہے۔

محمد بن عبدالوہاب کا تضاد:۔

پس بے شک اس نے مشرکین کے اقرار کو توحید کے ساتھ ثابت کیا۔ پھر

اس نے مشرکین کی طرف خوشحالی میں شرک کی نسبت کی۔ اور یہ فاسد ہے۔ دوسرے

لحاظ سے جو محمد بن عبدالوہاب نے کہا۔ اس لیے کہ مشرکین وہ عبادت کرتے تھے اپنے

بتوں کی خوشحالی میں فقط۔ بلکہ وہ عبادت کرتے بتوں کی خوشحالی اور تنگ دستی، دن اور

رات میں۔ اور بہر حال محمد بن عبدالوہاب کی غلطی ہے۔ پس بے شک اس نے ثابت

کیا مشرکین کیلئے بعض اشیاء کو جو اس کے گمان میں تھیں اور اوجھل ہو گئے مشرکین کے عقائد فاسدہ وہ جو میں نے اُوپر ذکر کیے۔ لہٰذا محمد بن عبدالوھاب کا قول یہ ہے کہ کفار بے شک ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑائی کی۔ وہ اقرار کرتے تھے اس بات کا کہ بے شک اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والی ذات ہے۔ باوجود اس کے وہ اہل اسلام نہیں۔

بے شک وہ اسلام میں داخل نہیں ہیں اس لیے مشرکین رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں۔ معجزات ظاہر ہونے کے بعد وہ دلالت کرتے ہیں آپ ﷺ کے سچا رسول ہونے پر۔ اور وہ (بزعم فاسد) کہتے (محمد) جادوگر اور بہت غلط بیان کرتے ہیں اور مشرکین انکار کرتے ہیں آپ ﷺ کی تمام شریعت کا اور وہ جاہلیت کے دین پر ہیں اور وہ جھٹلاتے ہیں قرآن کریم کو اور یہ کافی ہے۔ ان کا کفر چاہے وہ شفاعت کے اُمیدوار ہوں اپنے بتوں سے اور وہ عبادت کریں بتوں کی یا نہ کریں۔

لہٰذا کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے ان مشرکین کے ساتھ اور برابر ٹھہرایا جاسکتا ہے ان مشرکین کے جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترا وہ حق ہے۔ یعنی وہ اس پر ایمان رکھتا ہے۔ اور وہ شخص شریعت مصطفےٰ ﷺ کی پیروی کرتا ہے۔ وہ فقط اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس یا وہ درود بھیجتا ہے۔ مسجد میں آپ کی قبر کے ساتھ یا وہ رحلت سفر باندھنا ہے نبی کریم ﷺ کی زیارت کیلئے یا ولی کی زیارت کیلئے یا وہ شفاعت کا اللہ تعالیٰ سے طلب

گار ہوتا ہے۔اس شخص کے واسطے جس کو وہ اپنا شفیع بناتا ہے اور اس کی سفارش (اللہ تعالیٰ) کی بارگاہ میں قبول ہے اور وہ شخص بطور وسیلہ پیش کرتا ہے۔اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیسے ممکن ہے کہ ہم کہیں کہ مسلمان اور مشرکین برابر تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرماتا ہے:۔

☆ کیا ہم مسلمانوں کو مجرمین کی طرح کر دیں تمہیں کیا ہوا کیسا تم فیصلہ کرتے ہو۔ (القلم:۳۵،۳۶)

اور قریب ہے جو گزرا محمد بن عبدالوھاب کا قول اس کے رسالے کشف الشبھات (ص ۳، وزارۃ الاوقاف بالریاض)

”اللہ تعالیٰ کے آخری رسول محمد ﷺ ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا ایسے لوگوں کی طرف جو عبادت کرتے تھے، حج کرتے تھے، صدقہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرتے تھے لیکن وہ بعض مخلوقات کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسیلہ بناتے تھے“۔

نتیجہ کلام یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ جہاد کیا، ان کے حج، صدقہ اور عبادت کے باوجود۔

تو ہمارے لیے بھی جائز ہے کہ ہم اپنے معاصرین سے جہاد کریں۔اس لیے کہ وہ بناتے ہیں، بعض مخلوقات کو وسیلہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اور وہ ان سے شفاعت کے طلب گار ہیں اور وسیلہ طلب کرتے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف اور زیارت کرتے ہیں ان کی اور وہ احترام کرتے ہیں قبور کا۔

اور جواب یہ ہے کہ بے شک مشرکین عبادت کرتے تھے لیکن ان کی عبادت تھی بتوں کیلئے اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ان کے حوالہ سے اور نہیں ہے ان کی نماز مگر ۔اور ''مکاؤ'' کا معنی تالی بجانا ہے اور ''تصدیہ'' دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ پہ مارنا ہے جیسا کہ تفسیر میں ہے۔

وہ مرد اور عورتیں بیت اللہ شریف کا برہنہ اکٹھے طواف کرتے تھے اور اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کی ہتھیلیوں میں ڈالتے اور تالیاں بجاتے تھے اور صف بناتے تھے۔ (راجع القرطبی، ۲۸۳۶/۳)

اور مشرکین بتوں کو سجدہ کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ کسی کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا اور ان بتوں کیلئے قربانی کرتے تھے اور تلبیہ کہتے ان بتوں کا نام لے کر اور بتوں کے نام پہ خون بہاتے ۔یہ تھی ان کی عبادت اور ان کے علاوہ وہ حج کرتے تھے جیسا کہ ابن عبدالوھاب نے کہا اور انہوں نے حج میں بہت سی بدعات اور ناپسندیدہ رسومات گھڑیں۔

سوان کا کفر اور شرک ابن عبدالوہاب کی نظر میں صالحین سے شفاعت طلب کرنے میں ہے۔اس کے باوجود کہ بے شک ان کے کفر کی وجہ سے حکم کے اسباب بہت زیادہ ہیں۔وہ ان کے ساتھ اپنے عقائد فاسدہ کی نسبت کرتے تھے جیسا کہ پہلے ان کا ذکر کیا گیا۔اور کیسے ممکن ہے ان کے شرک کا حصر اللہ تعالیٰ کے بعض مخلوقات کو وسیلہ اور شفیع قرار دینے میں حالانکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے تھے۔آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہتے تھے اور انکار کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احکامات اور شریعت لے کر آئے باوجود اس کے بہت سارے معجزات آپ کے دست مبارک پر ظاہر ہوئے۔ وہ اُصول وفروع میں دور جہالت کے دین فاسد پر عمل کرتے تھے۔

اور انہیں اس کا اچنبھا ہوا کہ ان کے پاس انہیں میں ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا اور کافر بولے یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا۔ کیا اس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کردیا۔ بے شک یہ عجیب بات ہے اور ان کے سردار چلے کہ اس کے پاس سے چل دو، اور اپنے خداؤں پر صابر رہو۔ بے شک اس میں اس کا کوئی مطلب ہے یہ تو ہم نے سب سے پچھلے دین نصرانیت میں بھی نہ سنی یہ تو نری من گھڑت ہے۔

اور تو غور کر اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر:

☆ اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افتراء باندھتے ہیں اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں۔ (المائدہ:۱۰۳)

ماقبل جو گزرا کافی ہے ان کے کفر کے اثبات کیلئے ان کے اور شرک کیلئے قطعی نصوص کے ساتھ۔ اور نہیں نفع بخش ان کا اقرار اللہ تعالیٰ کے وجود کے ساتھ اس کی عبادت کی اور حج کرنا اور صدقہ کرنا اور ذکر کرنا۔ اگر ان کے دلوں میں (کفر وشرک) موجود ہو اور کیا نفی کرتا ہے ان کا کفران سے متعدد اعتبار سے اور منحصر ہے ان کا شرک صالحین سے شفاعت کے طلب کرنے میں۔

چوتھی بحث

غلط فہمی پر آگاہی:۔

مخالفت کرنے والے سمجھتے ہیں بے شک مشرکین کامل طور پر خدا کی وحدت پر یقین رکھتے تھے لیکن ساتھ ساتھ وہ بتوں کی بھی عبادت کرتے تھے۔ پس انبیاء کرام کی دعوت فقط اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حوالہ سے تھی۔

ان کی مخالفت ہوئی قرآن کی نصوص کے ساتھ جو واضح کرتے ہیں مشرکین کے عقائد دور جاہلیت میں اور پہلے بعض کو بیان کیا گیا ہے اور عنقریب میں ان کے شبہات کو جوابات کے ساتھ ذکر کروں گا۔

اس حوالہ سے قرآن کریم نے ارشاد فرمایا:

تم فرماؤ تمہیں کون روزی دیتا ہے اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے۔ اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ تو عنقریب کہیں گے کہ اللہ، تو تم فرماؤ کیوں نہیں ڈرتے۔ تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا رب پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی پھر کہاں پھرے جاتے ہو یونہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسدوں پر تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ اول بنائے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے تم فرماؤ اللہ اول بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ

بنائے گا تو کہاں اوندھے جاتے ہو۔ (یونس:۳۱ تا ۳۴)

مشرکین کا جواب مستقبل میں ہونا ہی اقرار کے منافی ہے اور معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ وضاحت کرتی ہے کہ قرآنی آیت "فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰه" آیات قرآنیہ میں ایسی نشانیاں ہیں جو اُبھارتی ہیں مشرکین کو ایمان حقیقی پر۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے اور رزق عطا فرمانے والی ہے وہ کانوں اور آنکھوں کی مالک ہے اور وہ یکتا ہے وہی ذات زندگی عطا فرماتی ہے اور وہی موت دیتی ہے اور اگر یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے بارے میں پختہ یقین رکھتے تو قرآن کریم کی نصوص ان کے حالات کو اسی طرح واضح کرتی "لَيَقُوْلُنَّ اللّٰه" اس طرح جیسا کہ قرآنی نصوص وارد ہوئی ہیں جو واضح کرتی ہیں کہ بے شک بعض شرک کرنے والے عقیدہ رکھتے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔

سورۃ العنکبوت میں ہے اور اگر آپ سوال کریں ان (مشرکین) سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین اور مسخر کیا سورج اور چاند کو وہ ضرور بضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔ پس نص قرآنی ہے۔ "لَيَقُوْلُنَّ اللّٰه"

واضح کرتی ہے ان کے اعتقاد کو بے شک اللہ تعالیٰ وہ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔ لہذا "سیقولن" اور "لیقولن" کے درمیان فرق پر غور کریں۔

اسی طرح سورۃ الزمر میں قرآنی آیات تقویت دیتی ہیں کہ اس حقیقت کے اتفاق پر کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور تقاضا کرتی ہے مشرکین سے

(قرآنی آیات) کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان لائیں (شرک نہ کریں بتوں کی عبادت کر کے) اللہ تعالیٰ کا سورۃ الزمر میں ارشاد ہے (۳۸،۳۹،۴۰)

اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے، تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا وہ اس کی بھیجی تکلیف ٹال دیں گے یا وہ مجھ پر رحم فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کو مجھ سے روک رکھیں گے۔ تم فرماؤ، مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور بھروسے والے اس پر بھروسہ کریں۔ تم فرماؤ، اے میری قوم! اپنی جگہ کام کیے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں تو آگے جان جاؤ گے کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے گا۔ اور کس پر آتا ہے عذاب کہ وہ پڑے گا۔ پس جواب آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پس تعبیر آئی ان کے جواب کی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ "لَيَقُولُنَّ اللّٰه"

اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ان کو مختلف اُمور کے لحاظ سے ایمان کے لیے دعوت دی۔

اور اس جواب "لَيَقُولُنَّ اللّٰه" اور ماقبل جواب "سَيَقُولُونَ اللّٰه" کے درمیان بہت بڑا فرق ہے، ایمان، دوسرے عناصر کے حوالے سے

اور مشابہ نصوص جو ماقبل نصوص کے مشابہ ہیں سورۃ المؤمنون میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے (۸۴ سے ۹۰ تک) تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر تم جانتے ہو۔ عنقریب وہ کہیں گے کہ اللہ کا، تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے تم فرماؤ

کون ہے مالک ساتوں آسمانوں اور عرش کا؟ عنقریب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ تم فرماؤ: پھر کیوں نہیں ڈرتے؟ تم فرماؤ کس کے ہاتھ ہے ہر چیز کو قابو رکھنا اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ اگر تمہیں علم ہو؟ عنقریب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ تم فرماؤ: پھر کس جادو کے فریب میں پڑے ہو بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے اور بے جھوٹے ہیں۔

آیات قرآنیہ تین سوالات پر مشتمل ہیں اور جواب "سَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہ" کے ساتھ ہے اور واضح ہے کہ مشرکین کے ذہن میں جواب صحیح موجود نہیں ہے۔ بلکہ وہ مستقبل میں دلائل واضح ہونے کے بعد اقرار کریں گے، بالفرض اگر وہ مومن ہوتے اور صفات و واجبات کی معرفت ہوتی تو ان تینوں سوالوں کا جواب "لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہ" ہوتا۔

المختصر بے شک بعض مشرکین وہ ایمان رکھتے تھے کہ بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے قرآنی آیات نے تصریح فرمائی ہے بعض مواقع پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ "لیقولن اللّٰہ" وہ ضرور بضرور کہیں گے کہ اللہ۔

اس کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان نہیں رکھتے تھے۔ قرآن کریم نے اس فرمان کے ساتھ تصریح فرمائی" فسیقولون اللّٰہ" پس عنقریب کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔

اعتراض: مشرکین عرب اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل رکھتے تھے وہ فرق نہیں کرتے تھے۔ حالیہ اور مستقبلیہ عبارت کے درمیان ساتھ اضافت کرتے ہوئے دوسرے اُمور کی۔

جواب: اس کی شرح دوسری بحث میں ہوگئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ساتھ اس بحث کو ختم کرتے ہیں " بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں تو اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے"۔
(عنکبوت، ۱۸)

اگر کفار اعتقاد رکھتے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں صرف اپنی بارگاہ سے رزق تلاش کرنے کا ارشاد نہ فرماتا۔ لیکن وہ رزق کو تلاش کرتے تھے رزق کو اپنے معبودان باطلہ سے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی بارگاہ سے رزق کے تلاش کرنے کا حکم دیا۔

یہ نوع شرک کی قسم میں سے ہے۔ پس تو سمجھ اور اللہ تعالیٰ ہی مدد فرمانے والا ہے۔

پانچویں بحث

" بے شک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے حوالہ سے مشرکین موحد تھے" مندرجہ بالا قول کے فساد پر جید علماء نے دلیل دی ہے کہ قرآن کریم کے دلائل قطعیہ کے خلاف ہے۔ مخالفین بھی نصوص قرآنیہ کے برخلاف ہونے کی وجہ سے پریشان ہیں۔ اور انہوں نے بھی مانا ہے کہ مشرکین کے موحد ہونے والی بات غلط ہے اور قائل نے شرک کے حوالہ سے غلو کیا۔ لہٰذا ان کے مذہب کے باطل ہونے کے لیے وہ کافی ہے جو کتاب میں آیا ہے۔

"القول السدید فی الرد علی من انکر تقسیم التوحید" جو کہ دار عفان کی مطبوعہ ہے ۱۴۱۷ھ۔

عبدالرزاق بن عبدالمحسن نے اس کی کتاب کو تالیف کیا ہے اور اس کا مقدمہ صالح بن فزان نے لکھا ہے۔ یہ دونوں بہت متشدد ہیں۔ اس بابت کے لحاظ سے بے شک مشرکین موحد تھے۔ اللہ تعالیٰ کو رب ماننے کے حوالہ سے بلکہ یہ کتاب مذکور لکھی گئی مشرکین کے ایمان کو ثابت کرنے کے حوالہ سے رب کی توحید کے ساتھ۔ انہوں نے گمان باطل کیا مصنف کتاب کہتا ہے ان کا اعتراف جو آیا ص ۸۷ پر ہے۔

پھر وہاں جو معاملہ ہے ضروری ہے کہ اس کا اقرار اور تفصیل کہ علماء کا قول" مشرکین رب کی توحید کا اعتراف کرتے تھے"۔

(لیس المراد بہ) یعنی وہ مقصود و مطلوب نہیں ہے۔ بے شک کفار کا اعتراف اس قسم کے ساتھ توحید کے حوالہ مکمل اور کامل ہونے کے اعتبار سے۔ پس یہ بات کوئی بھی اہل علم نہیں۔ کہتا ہے، پس بے شک ان کی مراد مشرکین کا وہ اقرار ہے جو قرآن میں موجود ہے۔ ان کے اعتراف کے لحاظ وہ یہ ہے انصاف پیدا کرنے والا۔ "الرزاق" (رزق دینے والا) "المدبر" (انتظامات چلانے والا) "لشؤون الخلق" (مخلوق کے قبیلہ سے) پس یہ ربوبیت کی صفات ہیں اور اس کی خوبیاں ہیں اور تحقیق وہ ایمان لانے اور مشرکین نے ان صفات کا اقرار کیا ہے۔ یہ حکم کلی نہیں ہے جو پایا جائے تمام مشرکین میں اور ان مشرکین میں کوئی وہ ہے جو ربوبیت کی بعض خصائص

پر ایمان لایا اور بعض پر ایمان نہ لایا۔

اور منہدم ہو جاتی ہے اس کی کتابت اس کے ساتھ اور اس کی دعوت اور واضح ہو جاتی ہے تفصیلاً فساد۔ ایسا فساد کہ جس کی بنیاد رکھی گئی کفر اور مسلمانوں کو بدعتی قرار دینے پر جبکہ قول ہے مقریزی اور ابن تیمیہ ص ۸۷، ۸۸۔

کتاب کے مصنف کہتے ہیں کہ کاتب یہ عقائد اسلامیہ کی بنیاد کو منہدم کرنے والا پہلا شخص نہیں تھا بلکہ ہم پاتے ہیں شمس احقانی کو جو ماضی میں سخت مشدد ہے صاحب کتاب جمہور العلماء الحسنیفہ فی ابطال عقائد القبوریہ۔ منہدم ہو جاتی ہے ضابطہ ان کے منطبق کرتے ہیں مسلمانوں کے کفر پس اس نے کہا جلد اور ص ۲۲۹۔ اور یہ ہے جو بیان فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے اور حجت ہے ان پر ان کے اس بات کے اعتراف کرنے کے ساتھ اور وہ مشرکین الوہیت میں شرک کرتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کو الہٰ نہیں مانتے تھے۔ ربوبیت کی توحید کی بعض جزئیات میں اور بعض تفاصل میں یعنی مشرکین شرک کرتے تھے۔

پھر جو نقل کیا گیا اس کلام کی تاکید میں ابن تیمیہ سے اور ابن تیمیہ کا اعتراف کہ بے شک مشرکین موحد نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے لحاظ سے کامل طور پر اور واضح طور پر ان کا دعویٰ ٹوٹ جاتا ہے اور ان کا مذہب ختم ہو جاتا ہے اور اتنی بات کافی ہے اس شخص کیلئے جو دیانت دار ہو۔

چھٹی بحث

کبار صالحین مسلمانوں کا نظریہ زندہ اور مردہ کے بارے میں

اور بہت زیادہ کبار صالحین قبور کی زیارت کیلیے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ اعتقادی نظریہ رکھتے ہیں اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ بے شک وہ مبارک مقامات ہیں یعنی جہاں پر صالحین مدفن ہوں۔ وہ لوگ نظریہ رکھتے ہیں کہ ان نفوس قدسیہ کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں اور وہ جائز سمجھتے ہیں نماز کو معتبرہ ان شرائط کے ساتھ جو کتب فقہ میں مذکور ہیں اور علاوہ ازیں قسم ثانی میں جو مذکور ہیں اس کتاب میں۔

اور یہ لوگ مخالفین کے نزدیک ''کافر'' اور ''مشرک'' ہیں معاذ اللہ۔ اور وہ لوگ انہیں ان بُرے القابات کے ساتھ موسوم کرتے ہیں ''قبروں کی پوجا کرنے والے، قبور کے بندے'' اس لیے کہ وہ ان قبور کی تعظیم کرتے ہیں۔ اور سفر کرتے ہیں ان کی طرف اور نماز کو ادا کرتے ہیں اھل قبور کے پاس اور برکت حاصل کرتے ہیں ان سے اور یہ تمام امور مشرکوں کے افعال کے قبیلے سے ہیں لہٰذا وہ کفار ہیں۔

ضروری ہے کہ قبور کی عبادت کے معنی کو سمجھنا، تو جان (عبادة القبور) بے شک یہ مرکب اضافی ہے اور ضروری ہے عبادت کے معنی کو سمجھنا اولا۔ زمخشری نے کہا: اساس میں۔ ۲۹۱ پر۔

عبادت انتہاء درجے کی عاجزی اور تذلیل ہے۔اور صحاح میں ہے۔ج ۲ص ۵۰۳ عبادت فرمانبرداری اور بندگی قربانی کو کہتے ہیں اور ''تاج العروس'' میں ہے ج ۲ص ۴۴۰ عبادت کی اصل عاجزی اور انکساری ہے۔

اور اس طرح تو دیکھے گا بے شک عبادت لغت میں مطلق طاعت، تعظیم، عاجزی، تذلل اور تقوی کا نام ہے اور پوشیدہ نہیں اہل عقل کے ہاں بے شک لغوی معنی کی تطبیق عبادت کیلئے وہ مطلق طاعت اور عاجزی ہے۔(یلزم منه عدم فرار احد من الکفر)

اس کفر سے کسی کا فرار نہ ہونا لازم آتا ہے۔خصوصا طالب علم اور خادم اور بیوی بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں خشوع وخضوع اور تعظیم کرتے تھے۔

پس حضرت یعقوب کا حضرت یوسف کا سجدہ کرنا،اور فرشتوں کا حضرت آدم کو سجدہ کرنا اور ایک گروہ وہ سجدہ کرتا ہے حجر اسود پر اور چومنا ارکان الکعبہ کو یہ تمام بجالانے والے کافر نہیں ہیں۔اس لیے وہ عبادت نہیں کرتے سوائے اس کے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے غیر کو سجدہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا:

پس مناسب یہ ہے کہ ہو عبادت کا شرعی معنی وہ ظاہر کرنا ہے انتہاء درجے کی عاجزی اور خشوع اپنے دل اور جسم سے۔

اساس کی دو اقسام ہیں پس عبادت دو بنیادوں پر مشتمل ہے۔

ا۔اساس قلبی ۲۔اساس قالبی

فالقلبی ۔وہ اعتقاد رکھنا ہے کمال عبودیت کا معبود کے بارے میں جیسے مستقل ہونا نفع ونقصان کے ساتھ رزق دینے کے ساتھ اور موت کے ساتھ دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اور زندگی کے ساتھ اور رحمت کے ساتھ نگہبانی کے ساتھ اور مہربانی کے ساتھ آخرت تک ۔یہ وہ عناصر ہیں جو اُسوۂ حسنہ کا مجموعہ ہیں۔

والقالبیہ ۔وہ بجالانا ایسی انواع جو عاجزی ظاہر کرتی ہین قیام اور رکوع، سجود اور دعا کے حوالہ سے۔سو ایسا شخص جو ایسے افعال بجالاتا ہے ظاہری طور پر۔اعتقاد قلبی کے بغیر وہ عبادت نہیں ہے۔جب تو پائے بعض علماء کو جو تکفیر کرتے ہیں ایسے شخص کی جو بت کو سجدہ کرتا ہے یا صلیب کو سجدہ کرتا ہے سو یہ کفر کی علامت ہے۔لیکن یہ کفر ذاتی نہیں ہے سو جو شخص سجدہ کرے کسی کو تکریم کے طور پر اور ربوبیت کا اس شخص کے بارے میں اعتقاد نہ رکھتا ہو یا اس کے بعض کے حوالہ سے سو وہ کافر نہیں ہے اور یہ بات ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان میں اور وہ گر پڑے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرتے ہووے۔علمائے کرام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ حضرت یوسف کے والدین اور بھائیوں نے یوسف کو سجدہ کیا تھا وہ سجدہ تعظیمی ہے اور پہلے انبیاء کرام کی شریعتوں میں جائز تھا۔اور تحقیق شریعت میں مستحب ہے صالحین کے اماکن کی تعظیم یعنی مقبولان بارگاہ خداوندی جلوہ فرما ہو۔صالحین کے قریب دفن کرنا خانہ کعبہ اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کی تعظیم، صفا مروہ کی تعظیم، حجر اسود کے سامنے جھکنا، سو یہ پتھر ہیں طواف خانہ

کعبہ کا یہ کفر نہیں بلکہ فرمانبرداری ہے لہٰذا تو غور وخوض کر۔اسی طرح بیوی، غلام، خادم اور ملازم، رعایا اوران کی مثل وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اگرچہ وہ ظاہر کرتے ہیں عاجزی اور اطاعت غیر اللہ کیلئے بھی۔

المختصر ہم منطبق کریں معنی لغوی کو عبادت کے لفظ کیلئے اس سے لوگوں کا کفر لازم آتا ہے اس لیے عبادت بمعنی فرمانبرداری دعا بمعنی پکارنا اس سے کوئی شخص بھی خالی نہیں ہے سو شریعت میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ جب کہا جائے کہ وہ عبادت ہے۔ پس جواباً کہا جائے گا کہ عبادت کے دو رکن ہیں قلبی وہ اطاعت رجوع اور تعظیم ہے قالبی وہ ربوبیت کی صفات پر عقیدہ ہے پروردگار کے بارے میں۔اور اس سے برات جائز نہیں ہے اور ہر ایک کیلئے ان میں سے مشروط ہے۔ سو عبادت وہ اطاعت کا اظہار ہے اور تعظیم کرنا ہے اپنے معبودوں کیلئے جس کی ماقبل وضاحت ہو چکی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جو شیخ محمد بن عبدالوہاب نے اپنے رسالے اصول ثلاثہ میں۔ عبادت کی انواع کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ان کا مثال کے طور پر اسلام احسان اللہ تعالیٰ سے دعا خوف اور امید اور بھروسہ تعلق باللہ شوق عاجزی ڈر رجوع پکارنا پناہ مدد طلب کرنا۔ یہ کلام محتاج ہے تقید اور بیان کا۔ بے شک کلام کے مطلق اطلاق میں مسلمانوں کی تکفیر ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی مدد طلب کی جاتی ہے (حقیقی فقط)

ساتویں بحث

(شبهة والجواب عنها) ایک شبہ اور اس کا جواب:

شیخ ابن تیمیہ کی کتب کا مطالعہ کرنے والوں کیلئے شیخ ابن تیمیہ کی کتابوں کو پڑھنے کی بناء پر ایک شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے یہ تصور کیا جاتا ہے جو کہ شیخ ابن تیمیہ اور اصحاب تیمیہ کہتے ہیں بے شک قبروں کے پاس نماز پڑھنا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے جیسا کہ ایک گروہ نے کہا سلف سے۔ جیسا کہ ایک گروہ نے سلف سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے حوالہ سے کہا:

اور مشرکین نے کہا کہ ہرگز نہ چھوڑو تم اپنے معبودوں کو یعنی بتوں کو اور ہرگز نہ چھوڑو تم (ود) اور ہرگز نہ چھوڑو تم (سواع) اور ہرگز نہ چھوڑو (یغوث) اور ہرگز نہ چھوڑو تم (یعوق) کو اور ہرگز نہ چھوڑو تم (نسر) کو (الجن ۲۳)

ابن تیمیہ اور اصحاب تیمیہ نے کہا: کہ قوم نوح یہ تمام لوگ صاحب تقوی تھے یعنی بتوں کے نام ان کے صالحین کے اسماء پر رکھے ہیں یعنی مشرکین نے رکھے ہیں۔ پس جب وہ صالحین قوم نوح میں سے وصال فرما گئے تو قوم نوح کے افراد ان کی قبور پر معتکف ہوئے یعنی اعتکاف بیٹھے پھر انہوں نے ان کی شکلوں کے مطابق مجسمے

بنائے پھر لمبی ہوگئیں ان کی اُمیدیں۔ پس وہ ان مجسموں کی یعنی صالحین کی صورتوں کے مطابق مجسمے بنائے گئے تھے عبادت کرنے لگے۔ اور خیال کیا ابن تیمیہ اور اس کی تقلید کرنے والوں نے کہ بے شک قبور کے پاس نماز پڑھنا منع ہے۔ اور اوپر گنبد بنانا بھی منع ہے اور برکت حاصل کرنا، ان کے ساتھ، اور سفر کرنا ان کی طرف وہ ممنوع ہے۔ اور ایسے افعال سے ہیں مذکورہ بالا افعال کہ جن کا تعلق مشرکین کے افعال کے ساتھ ہے۔

اور ان تمام باتوں کے مصادر وہ مراجع ابن تیمیہ کی کتابیں اور ابن عبدالوھاب کی کتاب التوحید اور اس کی شروح ہیں جیسے تقویۃ الایمان وغیرہ وغیرہ۔

میں کہتا ہوں اس غلطی کا جواب امام مجتہد السبکی نے دیا۔ پس نے فرمایا اپنی شفاء میں ص ۱۳۷، ۱۳۶ اور فرمایا یہ عقیدہ باطل ہے کہ قبور کے پاس سجدہ کرنا یعنی نماز پڑھنا ان کے پاس یا ان کی تعظیم کرنا اور مجاور بننا ان پر اور کسی صورت کی تصویر بنانا وہ پہنچانے والے ہیں شرک کی طرف اور یہ تمام افعال ممنوع ہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیحہ میں آیا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی یہودیوں اور عیسائیوں پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کرام کی قبور کو سجدہ گاہ بنایا اس حدیث پاک میں ڈرایا گیا ہے جو انہوں نے کیا۔ نبی پاک ﷺ کو جب اطلاع دی گئی کہ حبشہ کی زمین ایک کنیسے یہ وہ لوگ ہیں جب ان میں کوئی صالح مرد فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور تصویر لگاتے۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین مخلوق ہیں۔

اور بہر حال زیارت اور دعا اور سلام عرض کرنا پس وہ داعی الی الشرک نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان اقدس سے وضاحت فرمادی جو کہ متقدم احادیث سے ثابت ہیں قولاً، فعلاً اور تواتراً ہے اس بات پر اور اُمت کا اجماع ہے یعنی ہر وہ چیز جو شرعی طور پر قبور کے پاس ثابت ہے یعنی مباح ہے۔اس کا بھی یہی حکم ہے۔

اور نہیں ہے ہمارے لیے کہ ہم حرام ٹھہرائیں کسی شے کو مگر اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا۔اور اگرچہ ہمارے خیالات وہ پہنچاتے ہوں محذور تک یعنی ایسی شے کہ جن سے احتیاط برتی جائے یا اس سے ڈرایا گیا ہو۔اور اگرچہ زیارت مباح ہے اور وہ مشروع ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

اور قبور کو سجدہ گاہ بنانے سے ڈرایا گیا ہے اور صورت گری کرنے سے بھی۔ (مصنف کتاب) نے کہا کہ ہم کہتے ہیں کہ زیارت قبور جائز اور مشروع ہے اور قبور کو سجدہ گاہ بنانے کی حرمت اور تصویر کی حرمت کو جو شخص قیاس کرتا ہے۔تصویر پر حرمت کے حوالہ سے جب کہ وہ حرمت شرک تک نہیں پہنچاتی۔وہ شخص مخالفت کرنے والا ہے نص کی بھی اور والوسائل یعنی ذرائع کہ مقصود نہیں پایا جاتا ان کے ساتھ، ہم کو اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔کہ مقصود کا حکم لگائیں اس بات پر مگر شارع کے فرمان کے ساتھ۔لہذا یہ خیالات باطلہ اس قبیلے ساتھ تعلق رکھتے ہیں خیالات فاسدہ کو ختم کردیا جائے کیوں کہ ان پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے جو ذرائع ہمیں شرک حرام تک پہنچاتے ہیں

جس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔لہذا جن امور کو شرع نے حرام قرار دیا وہ حرام ہیں پس جن کو شرع نے حرام قرار نہیں دیا وہ جائز ہیں۔لزوم کے نا پائے جانے کی وجہ سے۔جن امور سے روکا گیا اور یہ ان اُمور کے قبیلے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔شرع نے حرام قرار دیا امور کو سجدہ گا بنانے سے قبور پر تصویر چسپاں کرنے سے۔قبور کے پاس بیٹھنا اور زیارت جائز ہے۔قبور پر قرآن کو پڑھانا،اور نماز کو پڑھنا،سلام اور دعا ہر عقلمند جانتا ہے جو فرق ان دونوں کے درمیان ہے یعنی حلال اور حرام۔یعنی متحقق ہوتی ہے دوسری نوع اور وہ ہے جس کو شارع نے جائز قرار دیا۔جب کیا جائے ایسا عمل جو زیارات قبور کے حوالے سے ہے شریعت کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے وہ محذور تک نہیں پہنچاتا ہے یعنی جس سے ڈرایا گیا ہے۔جو شخص کہتا ہے شرک ایسے تمام امور کہ جن کو شریعت نے مباح قرار دیا کہ وہ شرک کا ذریعہ ہیں۔وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ گھڑتا ہے۔لہٰذا حضرت امام تقی سبکی کا کلام مکمل ہو گیا۔دو نقاط کی زیادتی کے ساتھ۔کلام حضرت امام تقی سبکی سے بہت سارے فوائد عکس کیے گئے ہیں۔ان میں سے اہم یہ ہیں۔

جن اُمور کے بارے میں نص آئی ہے پس وہ حرام ہیں۔

قبور کے مسائل میں حلال اور حرام کے درمیان خلط ملط کرنا جائز نہیں ہے۔

پس لازم ہے فرق کرنا ان انواع کے درمیان تا کہ ہم جھوٹی بات کی نسبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف نہ کریں۔

بے شک تمام ذرائع کے ان کے لئے قصد کا حکم ہے یعنی ایسے وسائل جن پر جان بوجھ کر قصد کا حکم لگایا جاتا ہے۔ سو وہ پہنچاتے ہیں شرک یا حرام کی طرف پس ہو ممنوع ہیں۔

بہر حال وہ تمام ذرائع جو محذور کی طرف نہیں پہنچاتے یعنی جن سے ڈرایا گیا ہے یا اس کے قصد کرنے میں کوئی حرج نہیں پڑتا۔ سو وہ تمام اُمور جائز ہیں یعنی شرک اور حرام قرار دینا منع ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی طرف اپنے پاس سے گھڑی ہوئی جھوٹی بات کی نسبت کرنا ہے۔

36

كَشْفُ السُّتُورِ
عَمَّا أُشْكِلَ مِنْ أَحْكَامِ القُبُورِ

بقلم

محمود سعيد ممدوح

دار الفقيه للنشر والتوزيع

المبحث الأول

عناصر الإيمان بالله تعالى

إنَّ الإيمان بالله تعالى يستلزم أموراً منها:

الأول: معرفة الله تعالى.

الثاني: ترك الاعتقادات الفاسدة.

كان المشركون قبل البعثة المحمدية لا يعرفون الله تبارك وتعالى لأنهم لا يعرفون عناصر الربوبية، وزادوا على كفرهم هذا اعتقاداتهم اعتقادات فاسدة، وقد جمعَ المشركون بين فسادين عظيمين هما: عدم معرفة الله تعالى، واعتقاد العقائد الفاسدة. لذلك أرسل الله إليهم الرسول الأعظم وإخوانه الرسل سلام الله عليهم فإذا عرف المشركون الله تعالى، وتركوا الاعتقادات الفاسدة عبدوه وَحْدَه لا شريك له.

وهذه كلمة عن عناصر الإيمان بالله ثم ذكر بعض اعتقادات المشركين.

إن لله تبارك وتعالى أسماءً تدلُّ عليه، هي أسماؤه الحسنى،

ومعرفتُها والإيمانُ بها واجب، والكفر بأحدها كفر بالله تعالى وكذا ببعضها، واعتقاد الشريك لله تعالى بأحدها أو ببعضها كفر به تعالى، وهذا ما نطقت به الآيات القرآنية الكريمة.

ولذلك فإن الإيمان بصفات الله تبارك تعالى ما يجب له، وما يجوز وما يستحيل في حقِّ الله تعالى يكون من خلال الأسماء التي صرحت بها النصوص القرآنية، والأحاديث المصطفوية المستفيضة وأفردها بعض العلماء كالخطّابي، وأبي نعيم الأَصْبَهاني، وأبي القاسم القشيري وغيرهم، وهي:

«الخالق، الرازّق، الرحمن الرحيم، المَلِك، المهيمن، الحي، القادر، الباسط. . .».

فهذه الأسماء الحسنى يجب الإيمان بها لأن الله تبارك وتعالى يتصرّف بمخلوقاته من الخلق، والإيجاد، والبعث، والنُّشور، والحساب، ويعاملها بصفاته التي تدلُّ عليها هذه الأسماء الحسنى من الرحمة، والإحسان، والمغفرة واللطف، فربُوبيته، لمخلوقاته تشتمل على معاني الأسماء الحسنى.

□ □ □

المبحث الثاني

أنواع الكفر في الجاهلية كما في القرآن الكريم

إن الله تبارك وتعالى ذكر أنواع عقائد المشركين في القرآن الكريم وهذه أهمها:

١ ــ قال تعالى: ﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾﴾ [البقرة: ٢٢].

٢ ــ وقال تعالى: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿١﴾﴾ [الأنعام: ١].

٣ ــ وقال تعالى: ﴿وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا﴾ [سبأ: ٣٣].

٤ ــ وقال تعالى: ﴿وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾

وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ
مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ ﴾ [الشعراء: ٩١ ـ ٩٨].

ففي الآية الأولى جعل الكفار آلهتهم أنداداً لله تعالى.

وفي الآية الثانية قبح الله فعل المشركين الذين يجعلون لله عِدلاً وشريكاً. قال الطَبْرسي في مجمع البيان (٤/ ٥): «أي يسوّون به غيره بأن جعلوا له أنداداً مأخوذ من قولهم ما أعدل بفلان أحداً أي لا نظير له عندي».

وفي الآيات المذكورة من سورة الشعراء اعترف الكفار بعد أن قُلبوا على رؤوسهم في النّار أنهم كانوا يسوون آلهتهم برب العالمين.

وبعد: فهنا يرد سؤال وهو: هل الذين جعلوا أصنامهم أنداداً لله وعِدلاً له وسووهم بربِّ العالمين، وصرح القرآن بسفاهتهم وكفرهم فقال تعالى: ﴿ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ﴾ [الحج: ٧٤]، فهل أصحاب هذه الصنوف المتعددة من الكفر والشرك وعدم المعرفة كانوا موحدين لله تعالى عارفين بربوبيته؟ سبحانك هذا بهتان عظيم إلاّ عند صاحب كشف الشبهات، والأصول الثلاثة، وكتاب التوحيد، وأصحابه الذين غلَوْا فيه فقلّدوه وتركوا صريح القرآن.

٥ ـ وقال تعالى: ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ ﴾ [الأنعام: ٩١]

قال القرطبي (٣/ ٢٤٧٣ ط الشعب): قوله تعالى: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ فيما وجب له واستحال عليه وجاز، قال ابن عباس ما آمنوا أنَّه على كلِّ شيء قدير، وقال الحسن: ما عظموه حق عظمته. ثمَّ قال القرطبي: «نسبوا الله عزَّ وجلَّ إلى أنه لا يقيم الحجة على عباده، ولا يأمرهم بما لهم فيه الصلاح، فلم يعظموه حَقَّ عظمته، ولا عرفوه حق معرفته».

٦ - ﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾﴾ [الجاثية: ٢٤].

تصرح الآية الكريمة بأَنَّ الكفارَ كانوا يعتقدون أنهم يموتون بمرور الأيام وطول العمر، وهذا إنكار منهم للصَّانع، وقد نفى الله عنهم العلم إذ ينسبون ذلك للدهر.

وفي الحديث الشريف الثابت: «يسبُّ بنو آدم الدهر، وأنا الدهر بيدي الليل والنهار»، إذ كانوا ينسبون الحوادث للدهر وينكرون الصانع.

فهل من يَنْفي الصانع ولا يعترف بفعل الله أو وجوده أصلاً يكون مُوَحِّداً؟، نعوذ بالله من الخذلان.

٧ - وقال تعالى: ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩ ﴿٦٠﴾﴾ [الفرقان: ٦٠].

أي: وأيُّ شيءٍ الرحمن؟ والمعنى أنا لا نعرف الرحمن،

ويصدقه قوله تعالى: ﴿ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ﴾ [الرعد: ٣٠]، فهل من يكفر بالرحمن، ولا يعرفه يكون موحداً...؟! كما يقول المتعالمون.

٨ ـ وقال تعالى: ﴿ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ... ﴾ [البقرة: ٢٨].

وقال تعالى: ﴿ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ﴾ [فصلت: ٩].

فهذا صريح من القرآن في كفر المشركين، بينما يصرّح المخالف بأنهم أحسن حالاً من المسلمين..!

٩ ـ وقال تعالى: ﴿ وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿١٣٦﴾ ﴾ [الأنعام: ١٣٦].

بيّن القرآن الكريم نوعاً من اعتقادات الكافرين الفاسدة فإنهم قسموا ما يحصلون عليه من الزرع والأبل والبقر والغنم لقسمين: قسم لله، وآخر لآلهتهم وسمّوهم شركاءهم لأنهم جعلوا لها نصيباً من أموالهم ينفقون عليها فشاركوهم في نعمهم. والقسم الذي جعلوه لله أطعموه ضيوفهم، وما كان للصنم أنفقوه على الصنم.

١٠ ـ إنكارهم البعث والنشور، وفيه آيات كثيرة.

١١ ـ إنكار نبوة النبيِّ ﷺ، وتكذيبه، ووصفوه بما لا يليق، وآذوه.

١٢ ـ قال تعالى: ﴿وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ۝٧٤ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ۝٧٥﴾ [يس: ٧٤ ـ ٧٥].

١٣ ـ وقال تعالى: ﴿وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝٨١ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝٨٢﴾ [مريم: ٨١ ـ ٨٢].

١٤ ـ وقال تعالى: ﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ۝١٧ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝١٨﴾ [يونس: ١٧ ـ ١٨].

في هذه النصوص الكريمة أَبَانَ القرآنُ الكريمُ أَنَّ بعضاً من المشركين كانوا يعبدون آلهة من دون الله فيعتقدون أنها لا تضرهم ومع ذلك يعبدونها لتكف ضررها عنهم، وهي لا تنفعهم ومع ذلك يعبدونها لتنفعهم في أمور دنياهم، فكان الغرض من عبادتها أَنْ تشفع لهم عند الله ﴿وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ﴾.

وقد بيّن الله تبارك وتعالى كَذِبَهم وفسادَ اعتقادهم فقال

تعالى: ﴿ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ ٱللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلْأَرْضِ ﴾.

فلو كانوا يعتقدون الاعتقاد الصحيح في الله الربوبية لله تعالى ويعرفونه لعلموا مبلغ علم الله تعالى.

١٥ ـ وقال تعالى: ﴿ أَمِ ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِ ٱللَّهِ شُفَعَآءَ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا۟ لَا يَمْلِكُونَ شَيْـًٔا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٣﴾ قُل لِّلَّهِ ٱلشَّفَٰعَةُ جَمِيعًا لَّهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤٤﴾ ﴾ [الزمر: ٤٣ ـ ٤٤].

أبان هذا النصُّ القرآني أن المشركين اتخذوا آلهةً يعبدونهم من دون الله بقصد أن تكون شفعاء لهم عند الله؟!

وبين الله كذبهم في ادعائهم، فللّه الشفاعة جميعاً بمعنى أنه يأذن ويملك من يشفع، فعبادة الأصنام طلباً لشفاعتهم مخالف لاعتقاد أَنَّ الله تعالى له ملك السموات والأرض، وإليه المرجع والمآب فمن آمن بالله لا يعبد أصناماً يتخذها وسائط.

١٦ ـ وقال تعالى: ﴿ وَقَالَ إِنَّمَا ٱتَّخَذْتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ أَوْثَٰنًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَىٰكُمُ ٱلنَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّٰصِرِينَ ﴿٢٥﴾ ﴾ [العنكبوت: ٢٥].

بيَّن الله تبارك وتعالى أن بعض المشركين عبدوا الأوثان لتكون صلةً، ومودةً، ورابطةً بين هذا الصنف من المشركين.

وهذا غاية في العبث والفساد والضلال، وهؤلاء كانوا في قوم إبراهيم عليه السلام، فهل من كانت هذه صفته كان موحداً لله عارفاً

به؟ تعالى الله عما يقول الظالمون والجاهلون علواً كبيراً.

وهناك عقائد وضلالات أخرى للمشركين الذين بعث الله إليهم الرسل ليعرفوه ويعبدوه، وهي مذكورة في كتب الملل والنحل.

والحاصل أن التصريح بأن المشركين كانوا موحدين تكذيب للقرآن الكريم.

❑❑❑

المبحث الثالث

مقابلة عقائد المشركين بتكفير المسلمين

تقدم في المبحث السابق ذكر بعض عقائد المشركين الذين بعث الله إليهم الأنبياء ليخرجوهم من ظلمات الضلال والفساد وضحالة التفكير إلى نور المعرفة والإيمان.

ومع كل ما تقدم من عقائد المشركين الفاسدة يصرح محمد بن عبد الوهاب بأن الكفار أحسن حالاً من المسلمين.

فيقول في قواعده الأربع (ص ٤٢): «الكفار الذين قاتلهم رسولُ الله صَلَّى الله عليه وآله وسلم مقرون بأَنَّ الله تعالى هو الخالق الرَّازق المُدَبِّر، وأن ذلك لم يدخلهم في الإسلام».

ويقول في(ص ٤٧): «إن مشركي زماننا أغلظ شركاً من الأولين لأن الأولين يشركون في الرخاء ويخلصون في الشدة، ومشركو زماننا شركهم دائم».

قلت: تناقض محمد بن عبد الوهاب وأخطأ!.

أَمّا تناقضه فإِنَّه أثبتَ إقرارَ المشركين بالتوحيد ثُمَّ رماهم

بالشرك في الرخاء، وهذا فاسد من وجهٍ آخرَ لأن المشركين ما كانوا يعبدون أوثانهم في الرخاء فقط بل في الرخاء والشدة والليل والنّهار.

وأمّا خطؤه فلأنه أثبت لهم شيئاً ـ في زعمه ـ وغابت عنه عقائدهم الفاسدة التي ذكرتُ بعضَها في المبحث السابق.

فقوله: «الكفار الذين قاتلهم رسولُ الله صلّى الله عليه وآله وسلم مقرون بأنَّ الله هو الخالق الرازق المدبر وأن ذلك لم يدخلهم في الإسلام».

فالجواب عليه: أن ذلك لم يدخلهم في الإسلام لأنهم يُكَذِّبون رسولَ الله صَلَّى الله عليه وآله وسلم مع ظهور المعجزات الدالة على صدقه، ويقولون إنَّه ساحر كَذَّاب، وينكرون جميعَ شرائعه، ويدينون بدين الجاهلية، ويكذبون بالقرآن الكريم، وهذا كاف في كفرهم سواء تشفعوا بالأصنام وعبدوها أم لا.

فكيف يقاس بهم ويجعل مساوياً لهم من يؤمن بالله وبرسوله؟ وبأن جميع ما جاء من عند الله حق، ويتبع الشريعة، وما ذلك إلاَّ لأنه دعا الله عند قبر نبي أو صَلَّى في مسجد به قبر أو شَدَّ الرِّحال لزيارة نبي أو ولي أو يتشفع إلى الله تعالى بمن جعله شافعاً ومشفعاً ويتوسل إلى الله به؟!.

كيف يمكن أن نساوي بين المسلمين والمشركين وقد قال

تعالى: ﴿ أَفَنَجْعَلُ ٱلْمُسْلِمِينَ كَٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾ ﴾ [القلم: ٣٥، ٣٦].

٢ ــ وقريب مما سبق قول محمد بن عبد الوهاب في رسالته «كشف الشبهات» (ص ٣ ط وزارة الأوقاف بالرياض): «آخر الرسل محمد صلَّى الله عليه وآله وسلم. . . ، أرسله الله إلى أُناسٍ يتعبدون، ويحجون، ويتصدقون، ويذكرون الله كثيراً، ولكنهم يجعلون بعض المخلوقات وسائط بينهم وبين الله».

فثمرةُ كلامه إذا كان قد قاتلهم رسولُ الله صَلَّى الله عليه وآله وسلم، وهذا حالهم من العبادةِ والحجِّ والصَّدقةِ فيجوزُ لنا أن نقاتل أهلَ زماننا لأنهم يجعلون بعض المخلوقات وسائط بينهم وبين الله يتشفعون ويتوسَّلون بهم إلى الله تعالى، ويزورونهم ويحترمون قبورهم.

والجواب: أنَّ المشركين كانوا يعبدون، ولكن عبادتهم كانت للأصنام، وكانت للأصنام، وقد أخبر الله تعالى عنهم فقال: ﴿ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ ٱلْبَيْتِ إِلَّا مُكَآءً وَتَصْدِيَةً ﴾ [الأنفال: ٣٥].

والمكاء التصفير، والتصدية التصفيق كما في التفسير، فكانوا يطوفون بالبيت عراة الرجال والنساء، وهم مُشَبِّكُون بين أصابعهم يصفرون فيها ويصفقون. راجع القرطبي (٣/ ٢٨٣٦ ط الشعب).

وكانوا يسجدون للأصنام التي نهى الله عن السجود إلاّ له

تعالى، ويقربون لها القرابين، ويهلون عليها بأسمائها ويطلونها بدمائها، هذه كانت عبادتهم.

ومع ذلك كانوا يحجون كما يقول ابن عبد الوهاب ولكنهم أحدثوا في الحجّ بدعاً وقبائح كثيرة.

فهؤلاء انحصر كفرهم وشركهم في تشفعهم بالصالحين في نظر ابن عبد الوهاب مع أنَّ مُسَبِّبات الحكم بكفرهم كثيرة يتقدمها عقائدهم الفاسدة التي تقدم ذِكْرُ بعضها.

وكيف يمكن حصر شركهم وكفرهم في جعلهم بعض المخلوقات وسائط وشفعاء عند الله وهم يكذبون رسول الله صَلّى الله عليه وآله وسلم، ويجعلونه ساحراً، وينكرون ما جاء به من عند ربه من الأحكام والشرائع مع ظهور المعجزات على يديه، ويتمسكون بدين الجاهلية الفاسد في الأصول والفروع.

استمع إلى قوله تعالى: ﴿ وَعَجِبُوٓاْ أَن جَآءَهُم مُّنذِرٞ مِّنۡهُمۡۖ وَقَالَ ٱلۡكَٰفِرُونَ هَٰذَا سَٰحِرٞ كَذَّابٌ ٤ أَجَعَلَ ٱلۡأٓلِهَةَ إِلَٰهٗا وَٰحِدًاۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيۡءٌ عُجَابٞ ٥ وَٱنطَلَقَ ٱلۡمَلَأُ مِنۡهُمۡ أَنِ ٱمۡشُواْ وَٱصۡبِرُواْ عَلَىٰٓ ءَالِهَتِكُمۡۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيۡءٞ يُرَادُ ٦ مَا سَمِعۡنَا بِهَٰذَا فِي ٱلۡمِلَّةِ ٱلۡأٓخِرَةِ إِنۡ هَٰذَآ إِلَّا ٱخۡتِلَٰقٌ ٧ ﴾ [ص: ٤، ٥، ٦، ٧].

واستمع لقول الله تعالى: ﴿ مَا جَعَلَ ٱللَّهُ مِنۢ بَحِيرَةٖ وَلَا سَآئِبَةٖ وَلَا وَصِيلَةٖ وَلَا حَامٖ وَلَٰكِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يَفۡتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلۡكَذِبَۖ وَأَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُونَ ١٠٣ ﴾ [المائدة: ١٠٣].

وراجع البخاري في صحيحه ـ تفسير سورة المائدة.

فما تقدم فيه كفاية لإثبات كفرهم وشركهم بالنصوص القطعية.

وماذا ينفعهم الإقرار بوجوده تعالى مع العبادة، والحجِّ، والصَّدقة وذكر الله، إن سُلِّمَ صدور ذلك منهم على الجادة؟

وهل ينفي ذلك عنهم الكفر المتعدد الاتجاهات ويحصر شركهم في تشفعهم بالصالحين؟.

□□□

المبحث الرابع
تنبيهٌ على أخطاءٍ في الفهم

١ ـ يرى المخالفون أنَّ المشركين كانوا موحدين لله توحيداً كاملاً، ولكنهم كانوا يعبدون غيره، فحصروا دعوة الأنبياء والمرسلين للمشركين في الدعوة لعبادة الله فقط.

٢ ـ ومع مخالفتهم الصريحة للنصوص القرآنية التي تبين عقائد المشركين في الجاهلية وتقدم بعضها، فإن لهم شبهاً سأذكرها إن شاء الله تعالى مع الجواب عليها:

منها: قوله تعالى: ﴿ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَٰلُ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوٓا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ قُلْ هَلْ مِن شُرَكَآئِكُم مَّن يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ قُلِ اللَّهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٣٤﴾ ﴾ [يونس: ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤].

في الآيات القرآنية المتقدمة جاءت إجابة المشركين تحمل

معنى الاستقبال المنافي للإقرار الدال على المعرفة، فجاء التعبير القرآني بقوله تعالى: ﴿فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ﴾، فالآيات فيها حججٌ تحثُّ المشركين على الإيمان الحقيقي بالله تعالى لأنه هو وَحْدَه الرازق الذي يملك السمع والأبصار، وهو وَحْدَه الذي يحيي ويميت ولو كان المشركون يعتقدون ذلك في الله اعتقاداً جازماً لكان النصُّ القرآني جاء معبراً عن حالهم بقوله: ﴿لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ﴾.

وذلك كما جاء النصُّ القرآني مبيناً أن بعض المشركين يعتقدون بأَنَّ الله خلق السموات والأرض.

ففي العنكبوت: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَسَخَّرَ ٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ﴾.

فكان نصُّ القرآن: ﴿لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ﴾، صريح في اعتقادهم أن الله هو خالق السموات والأرض/ فتدبر الفرق بين «سيقولون» و «ليقولن».

٣ ـ ثم انظر إلى موضع آخر في سورة الزمر، وقد أفادت فيه الآيات القرآنية الاتفاق على أَنَّ الله خالق السموات والأرض، ومتدرجة مع المشركين إلى ما يؤدي إلى الإيمان الكامل بالله تعالى، قال تعالى في سورة الزمر [الآيات: ٣٨، ٣٩، ٤٠]: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَٰشِفَٰتُ ضُرِّهِۦٓ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَٰتُ رَحْمَتِهِۦ ۚ قُلْ حَسْبِيَ ٱللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ ٱلْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ

﴿يَٰقَوۡمِ ٱعۡمَلُواْ عَلَىٰ مَكَانَتِكُمۡ إِنِّي عَٰمِلٞۖ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ٣٩ مَن
يَأۡتِيهِ عَذَابٞ يُخۡزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيۡهِ عَذَابٞ مُّقِيمٌ ٤٠﴾.

فالجواب عن خلق السموات والأرض جاء التعبير عنه بقوله تعالى: ﴿لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُۚ﴾، ولذلك دعاهم القرآن الكريم للإيمان بأمور أخرى.

والفرق كبير بين هذا الجواب، وبين الجواب المتقدم عن عناصر الإيمان الأخرى ﴿فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُۚ﴾ [يونس: ٣١] فتدبر.

ومن النصوص المشابهة للنصوص المتقدمة قوله تعالى في سورة المؤمنون [الآيات ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠]:
﴿قُل لِّمَنِ ٱلۡأَرۡضُ وَمَن فِيهَآ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ٨٤ سَيَقُولُونَ لِلَّهِۚ قُلۡ أَفَلَا
تَذَكَّرُونَ ٨٥ قُلۡ مَن رَّبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ ٱلسَّبۡعِ وَرَبُّ ٱلۡعَرۡشِ ٱلۡعَظِيمِ ٨٦
سَيَقُولُونَ لِلَّهِۚ قُلۡ أَفَلَا تَتَّقُونَ ٨٧ قُلۡ مَنۢ بِيَدِهِۦ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيۡءٖ وَهُوَ
يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيۡهِ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ٨٨ سَيَقُولُونَ لِلَّهِۚ قُلۡ فَأَنَّىٰ
تُسۡحَرُونَ ٨٩ بَلۡ أَتَيۡنَٰهُم بِٱلۡحَقِّ وَإِنَّهُمۡ لَكَٰذِبُونَ ٩٠﴾.

اشتملت الآيات القرآنية الكريمة على ثلاثة أسئلة، وجاء النصُّ القرآني في الإجابة عنها بقوله تعالى: ﴿سَيَقُولُونَ لِلَّهِۚ﴾ وهو صريح في أن الإجابة الصحيحة ليست حاضرة في أذهان المشركين، ولكنهم سيقولونها مستقبلاً بعد إقامة الحجج عليهم، فلو كانوا يؤمنون بالله حق الإيمان ويعرفون عناصره وما يجب له لكانت إجابتهم على الأسئلة الثلاثة هي: ﴿لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُۚ﴾.

والحاصل أن بعض المشركين كانوا يؤمنون بأن الله خلق السموات والأرض وعليه التعبير القرآني في عدة مواضع بقوله تعالى: ﴿ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ﴾.

بينما لا يؤمنون بما يجب لله إيماناً كاملاً، وعليه التعبير القرآني بقوله تعالى: ﴿ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ﴾.

والذين قالوا: إن مشركي العرب كانوا يؤمنون إيماناً كاملاً بالله تعالى لم يفرقوا بين العبارة الحالية والمستقبلية بالإضافة لأمور أخرى سبق شرحها في المبحث الثاني.

ولنختم هذا المبحث بقوله تعالى في سورة العنكبوت [آية ١٧]: ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَٱبْتَغُوا۟ عِندَ ٱللَّهِ ٱلرِّزْقَ وَٱعْبُدُوهُ وَٱشْكُرُوا۟ لَهُۥٓ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾ ﴾.

فلو كان الكفار يعتقدون أنَّ الله هو الرَّزاق، لَمَا أمرهم الله بابتغاء الرزق عنده وَحْدَه، ولكن لما كانوا يطلبونه من آلهتهم أمرهم الله بابتغاء الرزق من عنده ومجانبة هذا النوع من الشرك، فافهم، والله المستعان.

❑ ❑ ❑

المبحث الخامس
تراجُع.. واعتراف

مع تتابع الحجج من السادة العلماء في إثبات فساد قول القائل: «إنَّ المشركين كانوا موحِّدين توحيد ربوبية»، وبيان أنه معارض لقطعي الدلالة من القرآن الكريم.

اضطر المخالفون للمواربة واعترفوا بخطأ قولهم الشنيع بإيمان المشركين، ومع أن اعترافهم جاء يعلوه الكبر، فإنَّه مفيد وكافٍ لهدم مذهبهم بالكلية، فجاء في كتاب «القول السديد في الردّ على من أنكر تقسيم التوحيد»، نشر دار عَفَّان بالخُبَر سنة (١٤١٧)، تأليف عبد الرزَّاق بن عبد المحسن العَبَّاد، وتقديم صالح بن فوزان الفوزان، وكلاهما من المتحمِّسين جدّاً للقول بأن المشركين كانوا موحِّدين توحيد الربوبية، بل إن الكتاب المذكور ما صُنِّف إلاَّ لإثبات إيمان المشركين بتوحيد الربوبية. . زعموا.

أقول جاء فيه اعترافُهم بقول المصنف (ص ٨٧): «ثم هنا أمر لا بدَّ من تقريره وإيضاحه وهو أنَّ قول أهل العلم عن المشركين بأنَّهم يعترفون بتوحيد الربوبية ليس المراد به أنَّهم اعترفوا بهذا القسم

المبحث الخامس
تراجُع.. واعتراف

مع تتابع الحجج من السادة العلماء في إثبات فساد قول القائل: «إنَّ المشركين كانوا موحِّدين توحيد ربوبية»، وبيان أنه معارض لقطعي الدلالة من القرآن الكريم.

اضطر المخالفون للمواربة واعترفوا بخطأ قولهم الشنيع بإيمان المشركين، ومع أن اعترافهم جاء يعلوه الكبر، فإنَّه مفيد وكافٍ لهدم مذهبهم بالكلية، فجاء في كتاب «القول السديد في الردّ على من أنكر تقسيم التوحيد»، نشر دار عَفَّان بالخُبَر سنة (١٤١٧)، تأليف عبد الرزَّاق بن عبد المحسن العَبَّاد، وتقديم صالح بن فوزان الفوزان، وكلاهما من المتحمِّسين جدّاً للقول بأن المشركين كانوا موحِّدين توحيد الربوبية، بل إن الكتاب المذكور ما صُنِّف إلاَّ لإثبات إيمان المشركين بتوحيد الربوبية. . زعموا.

أقول جاء فيه اعترافُهم بقول المصنف (ص ٨٧): «ثم هنا أمر لا بدَّ من تقريره وإيضاحه وهو أنَّ قول أهل العلم عن المشركين بأنَّهم يعترفون بتوحيد الربوبية ليس المراد به أنَّهم اعترفوا بهذا القسم

من التوحيد على التمام والكمال، فهذا لا يقول به أَحَدٌ من أهل العلم، وإنَّما مرادهم تقرير ما ثبت في القرآن عن المشركين من اعترافهم بالخالق الرازق المدبر لشؤون الخلق، فهذا من صفات الربوبية وخصائصها وقد آمن واعترف به المشركون، ثم هذا أيضاً ليس حكماً عاماً مطرداً على جميع المشركين إذ منهم من وجد عنده حتى الشرك في الربوبية، ومنهم من آمن ببعض خصائص الربوبية دون بعض».

ثم أيد «الكاتب المتحمِّس» كلامه ـ الذي ناقض فيه نفسه، وهدم به كتابه ودعوته وأبان بجلاء عن فساد الأساس الذي بنوا عليه تكفير وتبديع المسلمين ـ بنقول عن المقريزي وابن تيمية (ص ٨٧، ٨٨)، أقول: والكاتب المتحمِّس لم يكن هو أول الهادمين لأساس ورأس مال هذه الدعوة بل نجد الشمس الأفغاني ـ وهو أشدُّ حماساً من الأول ـ صاحب كتاب «جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية» هدم أيضاً قاعدة انطلاقهم في تكفير المسلمين فقال (١/ ٢٧٩): «وهذا ما حكاه الله عنهم (يعني المشركين) واحتَجَّ عليهم باعترافهم بذلك مع إشراكهم في توحيد الألوهية، وبعض جزئيات توحيد الربوبية وبعض تفاصيله»، ثم نقل ما يؤيد كلامه عن ابن تيمية واعترافه بأن المشركين لم يكونوا يوحدون توحيد الربوبية توحيداً كاملاً وهو هدم صريح لدعوتهم، ونسف لمذهبهم، وفي هذا القدر كفاية لمن كان من أهل العناية.

❑ ❑ ❑

قال الزمخشري في الأساس (٢٩١): «العبادة أقصى غاية الخضوع والتذلل»، وفي الصحاح (٢/٥٠٣): «العبادة: الطاعة، والتعبد: التنسك».

وفي تاج العروس (٢/ ٤١٠): «أصل العبودية: الذل والخضوع»، وهكذا ترى أن العبادة في اللغة تدور حول مطلق الطاعة والتعظيم والخضوع، والذل، والخشوع.

ولا يخفى ــ عند العقلاء ــ أن تطبيق المعنى اللغوي للعبادة وهو مطلق الطاعة والخضوع يلزم منه عدم فرار أحد من الكفر لا سيما طلبة العلم، والخدم، والزوجة، والأجراء، بل وعدد من الأنبياء عليهم السلام، بل والصحابة رضي الله عنهم الذين كانوا يظهرون الخشوع والتعظيم لرسول الله صلّى الله عليه وآله وسلّم.

فيعقوب في سجوده ليوسف، والملائكة في سجودهم لآدم، والطائفون في السجود على الحجر الأسود والتماس أركان الكعبة ليسوا بكفار لأنهم لم يعبدوا إلاّ الذي أمرهم بالسجود لغيره فالذي ينبغي أن يكون معنى العبادة شرعاً هو: الإتيان بأقصى الخضوع أو الخشوع قلباً وقالباً.

وعليه فالعبادة ترتكز على أساسين القلبي والقالبي.

فالقلبي: هو اعتقاد كمال الربوبية في المعبود كالاستقلال بالنفع والضر، والرزق، والإماتة، والبعث، والحياة، والرحمة، والهيمنة، واللطف. . . إلى آخر هذه العناصر التي تكاد تكون مجموعة في الأسماء الحسنى.

والقالبية: هي الإتيان بأنواع الخضوع الظاهرة من قيام وركوع وسجود ودعاء، فإن أتى بنوع من القالبية دون اعتقاد القلبية، لم يكن ذلك عبادة.

فإذا وجدتَ بعضَ العلماء يكفِّر مَن سَجَدَ للصنم أو للصليب فذلك لأنه علامة على الكفر، وليس كفراً لذاته.

فمن سجد لأحد إكراماً وإعظاماً دون اعتقاد الربوبية فيه أو بعضها فليس بكافر، وهذا بيِّنٌ جداً في قوله تعالى: ﴿وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا﴾ [يوسف: ١٠٠].

قال العلماء في تفاسيرهم: «أي سَجَدَ له أبواه وإخوته»، وكان هذا جائزاً في بعض الشرائع السابقة.

وقد استحب الشارع تعظيم أماكن الصالحين، والدفن بجوارهم، وتعظيم الكعبة والحجر، والمقام، وبين الصفا والمروة، والسجود على الحجر الأسود، وأمام الكعبة، وهي أحجار، والطواف بها، وليس هذا كفراً بل طاعة، فتدبر وافهم.

فالزوجة والعبد والخادم والأجير والرعية ونحوهم مطيعون لله وإن أظهروا الخضوع والطاعة لغير الله تعالى.

والحاصل إذا طبقنا المعنى اللغوي للفظ العبادة للزم منه إكفار النَّاس لأن العبادة بمعنى الطاعة، والدعاء بمعنى النداء لا يخلو منها أحد إلاَّ النادر الذي لا حكم له.

فإن قيل فما هي العبادة إذن؟ فالجواب هو العبادة لها ركنان:

قلبي، وهو: الطاعة والإنابة والتعظيم. وقالبي: وهو اعتقاد صفات الربوبية في المعبود، وتنزيهه عمّا لا يجوز، ولكل منهما شروط، فالعبادة هي إظهار الطاعة والتعظيم للإله.

ومن التفصيل المتقدِّم نعلم أن قول الشيخ محمد بن عبد الوهاب في رسالته الأصول الثلاثة: «وأنواع العبادة التي أمر الله بها مثل الإيمان والإسلام والإحسان، ومنه الدعاء والخوف والرجاء والتوكل والرهبة والرغبة والخشوع والخشية والإنابة والاستعانة والاستعاذة والاستغاثة» كلام يحتاج لتقييد وبيان، لأن في إطلاقه تكفيراً للمسلمين، والله المستعان.

❑❑❑

المبحث السابع

شُبهَةٌ... والجواب عنها

يجد النَّاظر في كتب التيميِّين شبهة ناشئة عن خلط وتخيُّل، فهم يقولون:

إن من الشرك بالله تعالى اتِّخاذ القبور مساجد، كما قال طائفة من السلف في قوله تعالى: ﴿وَقَالُواْ لَا تَذَرُنَّ ءَالِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝٢٣﴾ [الجن: ٢٣]، قالوا: كان هؤلاء قوماً صالحين في قوم نوح فلما ماتوا عكفوا على قبورهم ثم صوَّروا على صورهم تماثيل، ثم طال عليهم الأمد فعبدوها، وتخيل ابن تيمية ومقلدوه أن منع الصَّلاة عند القبور، والبناء عليها، والتبرُّك بها والسفر إليها هو نهي عن أفعال من جنس أفعال المشركين، راجع من كتب التيميين «كتاب التوحيد» لابن عبد الوهاب وشروحه.

قلت: قد أجاب الإمام المجتهد العلاَّمة التقيُّ السبكيُّ على هذا الخلط فقال في «شفاء السِّقام» (ص ١٣٦، ١٣٧):

«وهذا تخيُّل باطل لأن اتِّخاذ القبور مساجد [بالصَّلاة إليها أو عليها، وتعظيمها] والعكوف عليها [من أجل ذلك] وتصوير الصور فيها هو المؤدِّي إلى الشرك وهو الممنوع منه كما ورد في الأحاديث الصحيحة كقوله صلَّى الله عليه وآله وسلَّم: «لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد»، يحذِّر ما صنعوا، وقوله صلَّى الله عليه وآله وسلَّم لما أخبر بكنيسة بأرض الحبشة: «أولئك إذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجداً ثم صوروا فيه تلك الصور أولئك شرار الخلق عند الله».

وأما الزيارة والدعاء والسلام فلا يؤدي إلى ذلك، ولهذا شرعه الله تعالى على لسان رسول الله صلَّى الله عليه وآله وسلَّم لما ثبت من الأحاديث المتقدِّمة عنه صلَّى الله عليه وآله وسلَّم قولاً وفعلاً وتواتر ذلك وإجماع الأمة، [وكذلك كل ما ثبت مشروعيّته عند القبور].

وليس لنا أن نحرِّم إلاَّ ما حرَّمه الله وإن تخيلنا أنه يفضي إلى محذور، ولا نبيح إلاَّ ما أباحه الله، وإن تخيلنا أنه لا يفضي إلى محذور.

ولما أباح الزيارة وشرعها وسنها رسوله وحظر اتِّخاذ القبور مساجد وتصوير الصور عليها، قلنا بإباحة الزيارة ومشروعيتها وتحريم اتِّخاذ القبور مساجد والتصوير، فمن قاس الزيارة على

التصوير في التحريم إذا لم يفض إلى الشرك كان مخالفاً للنصِّ أيضاً.

والوسائل التي لا يتحقَّق بها المقصود ليس لنا أن نجري حكم المقصود عليها إلاّ بنصٍّ من الشارع فإن هذا من باب سدِّ الذرائع الذي لم يقم عليه دليل، فالمفضي إلى الشرك حرام بلا إشكال، وأما الأمور التي قد تؤدي إليه وقد لا تؤدي، فما حرمه الشرع منها كان حراماً وما لم يحرمه كان مباحاً، لعدم استلزامه للمحذور، وهذه الأمور التي نحن فيها من هذا القبيل حرَّم الشرع منها اتِّخاذ القبور مساجد والتصوير والعكوف على القبور وأباح الزيارة [والقراءة والالتزام، والصَّلاة بجوارها]، والسلام والدعاء.

وكل عاقل يعلم الفرق بينهما، ويتحقَّق أن النوع الثاني [وهو الذي شرعه الشارع] إذا فُعل مع المحافظة على آداب الشريعة لا يؤدي إلى محذور وأن القائل بمنع ذلك جملة سدًا للذريعة متقوِّل على الله وعلى رسوله». انتهى كلام الإمام التَّقيّ السُّبكي بزيادة ما بين المعقوفتين.

ويؤخذ منه فوائد عديدة من أهمها:

١ ـ ما جاء النصُّ بتحريمه فهو الحرام.

٢ ـ لا يجوز الخلط بين الحرام والمباح في مسائل القبور وتحريم المشروع، ووجوب التمييز بين الأنواع حتى لا نتقوَّل على الله ورسوله.

٣ ـ أن الوسائل لها حكم المقاصد، فالفعل المؤدي للشرك أو الحرام فهو الممنوع فقط.

٤ ـ أما الذي لا يؤدي إلى محظور، أو وقع الاحتمال في مآله فلا يجوز منعه.

❑ ❑ ❑

میزان حروف

برادر محترم حضرت استاذ العلماء مولانا محمد یونس مدنی قادری رضوی زید مجدہٗ جدید وقدیم علوم سے مرصع نہایت خلیق وشفیق شخصیت کے مالک ہیں قدرت نے انہیں بہت ساری خصوصیات سے متصف کیا ہے۔ ایک مدت سے ملک کی عظیم مادر علمی جامعہ اسلامیہ لاہور میں مسند تدریس کی زینت ہیں۔ بیک وقت بہترین مدرس، اعلیٰ خطیب، مثالی کمپئیر، عمدہ ثنا خوان اور اچھے قلمکار مانے جاتے ہیں اب ایک مترجم کی حیثیت سے ان کا پہلا اردو ترجمہ منصۂ شہود پر آرہا ہے انہوں نے حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری کی ترغیب پر فضیلۃ الشیخ محمود سعید ممدوح کی عربی کتاب کشف الستور عمّا أشکل من احکام القبور کے ایک حصہ کا ترجمہ کیا ہے جو علم افروز، اصلاحی اور روح پرور تحریر ہے۔ اُمید ہے کہ ان کے رواں دواں قلم سے یہ ترجمہ ایک نفع بخش تحریر کے طور پر معروف ہوگا۔ علامہ محمد یونس مدنی کا تعلق سیّدنا مولائے کائنات کی "غیر فاطمی اولاد" سے ہے وہ اعوان قبیلہ کے چشم و چراغ ہیں۔ وہ دوستوں کے دوست اور باعمل عالم دین ہیں طلباء کرام کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کے لیے خاص توجہ مرتکز رکھتے ہیں ضلع خوشاب میں مردم خیز خطہ وادئ سون سے تعلق کی برکت ہے کہ پُر ہیبت پہاڑوں کی طرح وہ ایک مستقل مزاج اور انتھک محنت کرنے والے انسان ثابت ہوئے ہیں۔ ہمیں ان کی اس کتاب کی اشاعت پر قلبی مسرت ہے اور دلی دعا ہے کہ ربّ العالمین ان کے علم وقلم کی جولانیاں یونہی رواں دواں رکھے۔ آمین

ملک محبوب الرسول قادری

ایڈیٹر۔ ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور

چیف ایڈیٹر: سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد

0321-9429027